

غیر سودی نظام کہا جا رہا ہے۔
اسلام کے اصول فطری اور غیر مبہم ہیں۔ وہ ربا کی مہر نوع کو حرام کہتا ہے۔ اسکا خواہ کوئی نام رکھ لیجیے، مگر معنی ایک ہی رہتا ہے۔ محالہ مزائنہ۔ مخابرہ وغیرہ معاملات جن سے حدیث میں منع آئی ہے۔ سب کی سب ربا کی اقسام ہیں۔

④ گروی رکھی ہوئی چیز سے قرض دینے والے شخص کا نفع اٹھانا

کوئی چیز شریعت میں گروی رکھنا کیسا ہے۔ صامت وغیرہ صامت سونا چاندی مالیشی وغیرہ اور شئی مرہونہ سے مرہون کے لئے نفع لینا کیسا ہے؟
اگر کسی کے پاس بکری رہن میں رکھی جائے تو بکری کا چارہ وغیرہ دیکھ بھال کس کے ذمہ ہوگی اور دودھ کا مالک کون ہوگا؟

اگر بکری قضاء الہی سے مر جائے تو اس کا تاوان کس پر ہوگا؟
اگر زمین سے مرہون نفع نہ اٹھائے تو زمین بنجر ہونے کا خطرہ ہے۔ ایسی صورت میں متبادل انتظام کیسے ہو سکتا ہے؟

کوئی چیز گروی رکھنا اور قرض دہندہ کا اُسے بطور وثیقہ قبض کر کے کچھ مدت کے لئے قرض دیے دینا جائز اور درست ہے۔ وان کنتم علی سفر ولستم تجدوا کاتباً فہن مقبوضۃ۔ (سورۃ بقرہ)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا اور حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ:

۱۔ ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اشتری من یہودی طعاماً الی اجل و رهنه درعه۔

”آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک یہودی کے پاس اپنی زرہ گروی رکھی اور اس سے اپنے اہل و عیال کے لئے مدت معین تک غلہ خرید فرمایا۔“

۲۔ سونا چاندی حیوان وغیرہ اشیاء کی بھی گروی رکھنا جائز اور درست ہے۔

۳۔ وہ امور جن کا تعلق مرہونہ کی زندگی اور بقا سے ہے۔ ان کی ذمہ داری مالک پر عائد ہوتی ہے اور جن کا تعلق اس کی حفاظت سے ہو۔ وہ مرہون کے ذمہ ہے۔

”والاصل فیہ کل ما یحتاج الیہ لمصلحة الرهن بنفسه
وتبقیته علی الراهن لانه ملکہ وکل ما کان لحفظه
فعلی المرتهن لان جسہ لہ ۱۱

صورت بالا میں بکری کا گھاس وغیرہ مالک کے ذمہ ہوگا۔ بکری کا دودھ ایک قسم کی منفعت ہے۔ جو ملک سے پیدا ہوتی ہے تو یہ صرف مالک کا حق ہے۔ کیونکہ منافع ملک کی طرف منسوب ہوتے ہیں۔ قرض دہندہ کے لئے جائز نہیں کہ غلام سے خدمت لے۔ جانور پر سواری کرے۔ کپڑا پہنے یا مکان میں رہائش اختیار کرے یا قرآن مجید پر سے تلاوت کرے کیونکہ مرہون کا حق صرف بطور وثیقہ اسی خاص چیز سے متعلق ہے اور بس۔

”وکذا لیس للمرتحن ان ینتفع بالمرهون حتی لو کان عبداً
لیس لہ ان یتخذ لہ وان کان دابة لیس لہ ان یرکبھا
وان کان ثوباً لیس لہ ان یلبسھا وان کان مصحفاً لیس لہ ان
یقرأ منہ“ ۱۲

”لہذا اگر مرہون نے بکری کا دودھ لیا ہے تو اس کو دودھ کی پوری پوری قیمت ادا کرنی پڑے گی۔ گھاس وغیرہ خرچ کے عوض دودھ لینا یا جانور پر سواری کرنا جائز نہیں ہے۔“

مجتہد الاسلام ابو بکر احمد بن علی الرازی الجصاص الحنفی المتوفی ۳۶۰ھ حدیث مُصَرَّاة کے متعلق تحریر فرماتے ہیں:

وهو (الحدیث) منسوخ عنده (الشعبی) وهو كذلك عندنا لان مثله

۱۱ الدر المختار علی ہامش الشامی ج ۵، ص ۴۳۱

۱۲ البدائع والصنائع، ج ۶، ص ۱۴۶

كان جائزاً قبل تحريم الربوا فلما حرم الربوا وردت الاشياء الى مقاديرها
صار ذلك منسوخاً الا ترى انه جعل النفقة بدلاً من اللين قل او
كثرو هو نظير ما روى في المصراة انه يردّها ويرد معها صاعاً من تمر
ولم يعتبر مقدار اللين الذي اخذ وذلك ايضاً عندنا منسوخ بتحريم الربوا ^{عليه}
”و اور اگر بکری مر جائے تو قرض دہندہ کو اس کا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔ اس لئے
کہ اس نے بکری کو اپنے قرض کی وصولی کے لئے قبضہ میں رکھا ہوا تھا۔ بکری کے
مرنے سے گویا اس کا قرض وصول ہو گیا۔ اگر بکری کی قیمت قرض لیتے وقت قرض کے
برابر یا زائد ہو تو منہا ورنہ اگر قیمت کم ہو اور قرض زائد ہو تو قرض دہندہ یعنی مرغن
بقیہ رقم مالک سے وصول کرنے کا حقدار ہو گا۔“

”فقال ابو حنیفة والیوسف ومحمد وزفر و ابن ابی لیلی والحسن
ابن صالح الرهن معنمون باقل من قيمته ومن الدين“ ۱
جیسا کہ جواب نمبر ۳ میں مذکور ہوا ہے۔ قرض دہ یعنی مرغن کے لئے مرہونہ چیز سے نفع
اٹھانا جائز نہیں۔

”ثم فقل عن التميز ان يكره للمرغن ان ينتفع بالرهن وان اذن له
الراهن۔ قال المصنف وعليه يحمل ما عن محمد بن اسلم انه لا يحل للمرغن
ذلك ولو بالاذن لانه دلو قلت وتعليله يفيد انها تحريمية فتأمل به
فقہائے کرام نے تصریح کی ہے کہ اگر رہن میں قرض دہندہ کے لئے نفع اٹھانے کی شرط
لگائی جائے تو یہ حرام اور ربوا ہے۔ اس لئے کہ قرض دہندہ رہن مقبوضہ کے عوض بتامہ
قرض وصول کرے گا تو یہ زائد منافع اُسے مفت میں حاصل ہوں گے۔ یہی وجہ ہے کہ حالت

۱ احکام القرآن، جلد ۱، ص ۵۳۲

۲ احکام القرآن، جلد ۱، ص ۵۲۶

۳ الدر المختار، جلد ۵، ص ۴۶۲، علی ہامش الشامی

استعمال میں اگر رہن ہلاک ہو جائے تو منافع نہ اٹھانے کی صورت میں اُسے وصولی قرض کے بجائے کل قیمت کا تاوان ادا کرنا پڑے گا۔

”لان عقد الرهن يقيد ملك الجس لا ملك الانتفاع فان انتفع به فهلك في حال الاستعمال يضمن كل قيمته لانه صار غامباً“ لہ
انتفاع عن الرهن کے سلسلہ میں فقہاء کے اقوال نقل کرنے کے بعد حضرت مولانا محمد یحییٰ صاحب قطب الارشاد حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کرتے ہیں:

”هذا اذا لم يكن الانتفاع مشروطا في الرهن ولا يكون العرف جاريا بانتفاع المرتهن به فان المعروف كالمشروط ويلزم فيه الصفتان في صفقه وهو منعه عن غيره مع ان كل قرض جر نفعاً حرام ايضاً“ لہ

قرض دہندہ یعنی مرتقن اس لئے رہن پر رہن کو قرض دیتا ہے کہ اس کے عوض میں رہن کے منافع حاصل کئے جائیں۔ ہمارے ملک میں ابھل بھی معاملہ جاری و ساری ہے زمین رہن رکھی ہے تو کاشت اور بٹائی میں رعایت حاصل کرنے کے لئے اور زیور ہے تو پہننے کے لئے و علیٰ هذا القیاس۔ حتیٰ کہ رہن بھی وقتی منفعت کے عوض رہن کے منافع لینے کے لئے مجبور ہوتا ہے۔ کیونکہ اسے اس کے بغیر قرض بھی نہیں ملتا۔ یہ بات اتنی عام اور مشہور ہے کہ اس میں فریقین شرط لگانا بھی ضروری نہیں سمجھتے گویا یہ طے شدہ بات ہے تو پھر اس حالت میں قرض دہندہ یعنی مرتقن کے لئے رہن سے نفع اٹھانے کے جواز کا حکم کیسے لگایا جاسکتا ہے۔ ائمہ مجتہدین نے علی الاطلاق ایسے منافع کو ناجائز قرار دیا ہے۔

۱۔ البدائع والسنائع جلد ۶، ص ۱۴۶

۲۔ المکتب الدہمی، جلد ۱، ص ۳۶۷

حضرت امام ابو بکر جصاص الرازی تحریر کرتے ہیں:

”قال ابو حنیفة وابو یوسف ومحمد والحسن بن زیاد وزفر لا يجوز

للمرتحن الانتفاع بشئ من الرهن ولا للرهن ايضاً“

حضرت مولانا عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ میں تحریر فرماتے ہیں کہ ایسے منافع ناجائز ہیں۔ طحاوی کی شرح در مختار میں لکھا ہے۔

”في شرح المتلقى انه يحرم الانتفاع بلا اذن وبه اى بالاذن يكره

كما في المضمرات وغيرها والغالب من احوال الناس انهم يريدون

عند دفع الانتفاع ولولاه لما اعطاه الداهم وهذا بمنزلة الشرط

لان المعروف كالمشروط معا يعين المنع۔“

اس سے معلوم ہوا کہ اگر راہن اجازت نہ دے تو مرتحن کو شئی مرہونہ سے نفع لینا حرام

ہے اور اگر اجازت دے تو مکروہ تحریمی ہے۔ خصوصاً جبکہ مشروط ہو یا مشروط کے حکم

میں ہو، جیسا کہ اس زمانہ میں دستور ہے کہ بعض تو اسے معاملہ کے وقت راہن سے

اذن کی شرط کر لیتے ہیں اور رہن نامہ میں لکھوا لیتے ہیں اور بعض صاحب احتیاط اگر

بظاہر شرط نہیں کرتے ہیں، لیکن ان کا مقصود یہی ہوتا ہے۔ یہاں تک کہ اگر ان کو

یہ معلوم ہو جائے کہ راہن منافع یا فعل وغیرہ کی اجازت نہ دے گا تو کبھی رہن نہ لیں

یہ صورت حکماً مشروط ہے۔

مگر مالیہ مالک کے ذمہ ہوگا اور عشر ما حصل غلہ کی آمدنی پر عائد ہوگا اور دسوند وغیرہ محض سود ہے۔

”والمملک للرهن فکانت المئونة علیه والخارج على الرهن لانه

مؤنة المملک وأن العشر من الخارج یاخذه الامام۔“

۱۔ احکام القرآن جلد ۱، ص ۵۳۱

۲۔ مجموعۃ الفتاویٰ جلد ۳، ص ۱۲۵

۳۔ البدائع والصنائع جلد ۶، ص ۱۵۱

بہتر یہ ہے کہ زمین بالکل ویسے چھوڑ دی جائے۔ اجارت اور مزارعت پر اُسے نہ دیا جائے تاکہ مرتحن کا قبض اور راہن کے منافع ملک بحال رہیں اور منافع میں جانبین کے حق میں کسی قسم کا شبہ نہ رہے۔ لیکن اگر زمین بخر ہونے کا خطرہ ہے۔ جیسا کہ سوال میں مذکور ہے تو پھر راہن مرتحن کی اجازت سے مزارعت کرتا رہے اور اس کا حاصل زمینداری راہن کے حساب میں مانگو رکھا جائے۔ فکرتِ رمن کے وقت اس کو قرض کی ادائیگی میں لگایا جائے البتہ ایسی صورت میں راہن کا قبضہ متصور ہوگا۔ زمین وغیرہ کی ذمہ داری راہن پر ہوگی مرتحن پر نہیں ہوگی۔ اس لئے کہ زمین میں قبض اور ذمہ کے بدلے سے عقد باطل نہیں ہوتا پھر مرتحن کے دوبارہ قبضہ میں ضمان لوٹ آتا ہے اور استیفایہ حاصل ہو جاتا ہے۔

”فان اذن المرتحن للراهن ان يزرع الارض المرهونة فزرع
اوسكن الدار المرهونة باذن المرتحن لا يبطل الرهن وله
ان يسترد الرهن فيعود رهنا ومادام في يد الراهن لا يكون في
ضمان المرتحن وولد الرهن وصوفيهما ولبنهما يكون دخلاً
في الرهن لما قلنا في الزرع والثمر ولا يسقط شئ من الدين
بملاكمهما له